OPEN ACCESS
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

Al-Āfāq Islamic Research Journal
http://alaafaqjournal.com/index.php/alaafaq/index
Vol. 05, Issue: 02, Dec-2025, PP: 17-33

جامعہ پنجاب میں پردہ کے بارے طالبات کے رجحانات

Trends of Female Students toward the Veil (Hijab) in the University of the Punjab

***Tayyaba Tariq**
M.Phil. Scholar, Institute of Islamic Studies
University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
tayyabatariq78600@gmail.com
****Dr. Sadia Gulzar**
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies
University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
sadia.is@pu.edu.pk

Abstract:
This paper examines the trends of the Islamic veil among female students of the University of the Punjab and presents an analysis of its Sharia arguments, historical background and Western influences. It also presents the difference between Hijab and Sātar. The paper adopts a deductive and analytical approach. The main objective of the research is to clarify the importance of the veil in the light of the Quran and to explain the position of different jurisprudential schools regarding the face. It also includes the results of a survey regarding the veil, which examines the trends of female students of the University of the Punjab and emphasizes the importance of the existence of the Islamic teachings in the context of the intellectual challenges of the present era.

Keywords: *Hijab, Islamic Modesty (Hayā & Sātr), Muslim Women, University of the Punjab, Female Students*

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے کلام الٰہی اور انبیاء و رسل کا سلسلہ جاری فرمایا تا کہ اللہ کے بندے اپنی نفسانی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے تابع کرتے ہوئے زندگی گزاریں۔ ان احکامات الٰہیہ کا ایک بڑا حصہ حیاء اور مکارم خلاق سے متعلق رہنمائی پر مشتمل ہے۔ حیاء کو اللہ کے رسول ﷺ نے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ ایک حکم شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی فطرت کا خاصہ بھی ہے۔ سلیم الفطرت انسان باحیاء ہونے کے ساتھ ساتھ باکردار بھی ہوتا ہے۔ اسلام میں ستر و حجاب کے احکامات اسی فطری حیا کا حصہ ہیں۔ پردہ عورت کی حیا، عفت و عصمت کو برقرار رکھنے میں اہم کردار کا حامل ہے۔ ذیل میں حجاب کی وضاحت کی گئی ہے۔ ابن منظورؒ حجاب کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں :

"الحِجابُ: السِّتْرُ، حَجَبَ الشيءَ يَحْجُبُه حَجْباً وحِجاباً وحَجَّبَه: سَتَرَه وَقَدِ احْتَجَبَ وتحَجَّبَ إِذَا اكْتَنَّ مِنْ وراءِ حِجابٍ، وامرأَة مَحْجُوبةٌ: قَدْ سُتِرَتْ بِسِترٍ، والحاجِبُ: البَوَّابُ، صِفةٌ غالِبةٌ، وَجَمْعُهُ حَجَبةٌ وحُجَّابٌ، وحَجَبَه: أَي مَنَعَه عَنِ الدُّخُولِ، والحَجابُ: اسمُ مَا احْتُجِبَ بِهِ، وكلُّ مَا حالَ بَيْنَ شَيْئَيْنِ: حِجابٌ، وَالْجَمْعُ حُجُبٌ لَا غَيْرُ "

(حجاب پردہ کرنا، کسی چیز کو ڈھانپنا ہے۔ کسی شخص کو "حَجَبًا یا حِجاباً" کہا جاتا ہے اگر وہ پردے کے پیچھے چھپے ہوئے ہوں۔ پردہ دار عورت وہ ہے جو پردے سے ڈھکی ہوئی ہو اور الحاجب کا مطلب دربان ہوتا ہے یہ غالب صفت ہے اور اس کی جمع "حَجَبَةٌ یا حُجَّابٌ" ہے۔ اور وحَجَبَہ کے معانی یہ ہیں کہ اسے داخل ہونے سے روک دیا، پردہ اس چیز کا نام ہے جو اپنے آپ کو چھپانے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور جو چیز دو چیزوں کے درمیان آتی ہے اسے پردہ کہتے ہیں اور اس کی جمع صرف "حجب" ہے۔)

علامہ جرجانیؒ فرماتے ہیں کہ "الحجاب: كل ما يستر مطلوب" (حجاب سے مُراد ہر وہ شے ہے جو آپ سے آپ کا مقصود چھپادے۔)

یعنی آپ ایک شے کو دیکھنا چاہیں مگر وہ شے کسی آڑ یا پردے میں ہو تو اس آڑ یا پردے کو حجاب کہتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "بِالْحِجَابِ وَالْمُرَادُ حِجَابُ النِّسَاءِ عَنْ رُؤْيَةِ الرِّجَالِ لَهُنَّ" (عورتوں کے حجاب سے مراد یہ ہے (کہ وہ اس طرح پردہ کریں) کہ مرد انہیں کسی طرح دیکھ نہ سکیں۔)

حجاب کے بارے میں حکم الٰہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

"اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیں کہ اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں۔ یہ اس بات کے قریب تر ہے کہ وہ پہچان لی جائیں کہ یہ ایذاء نہ دی جائے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے۔"

امام ابن جریر طبریؒ بیان کرتے ہیں کہ: يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ کے معانی یہ ہیں کہ شریف عورتیں یعنی مسلمان عورتیں اپنے لباس میں لونڈیوں سے مشابہ بن کر گھروں سے نہ نکلیں کہ ان کے چہرے پر نقاب نہ ہو اور سر کے بال کھلے ہوئے ہوں بلکہ انھیں چاہیے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں تاکہ کوئی فاسق ان کو چھیڑنے کی جرات نہ کرے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مقصود ہی ہے کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ بدکار عورتیں نہیں ہیں۔ کیونکہ جو عورت اپنا چہرہ چھپائیں گی حالانکہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے اس سے کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا کہ وہ عورتیں اپنا ستر کسی غیر کے سامنے کھولنے پر راضی ہو گی۔ اس طرح ہر شخص جان لے گا کہ یہ باپردہ عورتیں ہیں ان سے زنا کی اُمید نہیں کی جاسکتی۔

امین احسن اصلاحی اس آیت کی تفسیر میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو اُوڑھنی کے اوپر لی جاتی ہے۔ اس بڑی چادر کی ضرورت گھروں میں نہیں ہوتی بلکہ شرفائے عرب کی خواتین اس کو گھر سے باہر جاتے ہوئے اوڑھتی تھی۔ زمانہ جاہلیت کے شعراء کے اشعار سے واضع ہوتا ہے کہ شرفائے عرب میں جلباب کا رواج تھا۔ ذلک اَدنی اَن تُعرَفنَ فَلَا یُوذَیْنَ یہ مسلمان عورتوں اور دیگر عورتوں میں فرق کے لیے نشانی مقرر کر دی گئی۔ مزید یہ کہ پردے کے احکام کا اطلاق عصر حاضر میں بھی ہو گا۔ قرآن کی آیت وَکَانَ اللہُ غَفُور الرحیم اس حکم کی آسانی کے لیے ارشاد ہوا ہے کہ خواتین جہاں تک ہو سکے احتیاط کریں اگر اس کے باوجود کوئی بھول چوک ہو گئی تو اللہ بخشنے والا ہے۔

مولانا مودودیؒ اس آیت " يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ " کے معانی کی وضاحت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مسلمان عورتیں اپنی چادریں اچھی طرح اپنے اوپر اوڑھ لپیٹ کر اس کے ایک حصے یا ایک پلو سے اپنے چہرے کو اچھی طرح لٹکا لیا کریں جسے عرفِ عام میں گھونگٹ ڈالنا کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتے کہ یہی معنی و مفہوم رسول ﷺ کے زمانے سے قریب ترین زمانے کے اکابر مفسرین بیان کرتے ہیں جیسے ابن جریر اور ابن المنذر کی روایت ہے کہ محمد بن سیرینؒ نے حضرت عبیدۃ السلمانی سے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ انھوں نے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے اپنی چادر اٹھائی اور اسے اس طرح اوڑھا کہ پورا سر اور پیشانی اور پورا منہ ڈھانک کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ ابن عباس بھی قریب قریب یہی تفسیر کرتے ہیں۔ اُن کے جو اقوال ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے نقل کیے ہیں ان میں وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لیے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اوپر سے ڈال کر اپنا منہ چھپالیں اور صرف آنکھیں کھلی رکھیں۔ یہی تفسیر قتادہ نے بھی اس آیت کی بیان کی ہے۔ عہد صحابہ و تابعین کے بعد جتنے بڑے بڑے مفسرین تاریخ اسلام میں گزرے

ہیں انھوں نے بالاتفاق اس آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ سید مودودی ؒ لکھتے ہیں کہ "پہچان لی جائیں" سے مراد یہ ہے کہ ان کو اس سادہ اور حیادار لباس میں دیکھ کر ہر دیکھنے والا جان لے کہ وہ شریف اور باعصمت عورتیں ہیں آوارہ اور بد چلن نہیں ہیں کہ کوئی بد کردار انسان ان سے اپنے دل کی تمنا پوری کرنے کی اُمید کر سکے اور مزید وہ الفاظ " نہ ستائی جائیں" سے مراد یہ ہے کہ نہ ان کو چھیڑا جائے اور نہ ان سے بحث کی جائے۔

جاوید احمد غامدی صاحب کی قانون معاشرت کے نام سے ایک سی ڈی ہے جو چہرے کے پردے کے حوالے ان کے پانچ عدد لیکچرز پر مشتمل ہے غامدی صاحب نے اپنے پانچ گھنٹے کے لیکچرز کا خلاصہ یہ نکالا ہے کہ اُمت مسلمہ میں چہرے کے پردے کے بارے تین قسم کے نقطہ ہائے نظر رائج رہے ہیں۔ ایک یہ کہ محرم رشتہ داروں کے علاوہ باقی ہر ایک سے عورت پردہ کرے گی اور اس کے لیے اجنبی افراد سے چہرے کا پردہ واجب ہے۔ یہ موقف اُمت مسلمہ میں مولانا مودودیؒ نے پیش کیا۔ دوسرا موقف سلف صالحین کا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ چہرے کا پردہ بہتر ہے لازم نہیں ہے۔ تمام سلف صالحین بشمول ابن تیمیہؒ اور احناف کے سب کا موقف یہی ہے۔ اگر پچھلوں میں چہرے کے پردے کے وجوب کا کوئی قائل ہے بھی تو وہ کچھ غیر معروف لوگ ہیں۔ تیسرا موقف میرا ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ چہرے کا پردہ بہتر بھی نہیں ہے۔

شریعت کی رُو سے پردے سے مراد عورت کا نامحرم مردوں سے تمام اعضاء کو ڈھانپنا ضروری ہے جو اس کے ذمے فرض ہے۔ چہرے کو دوسرے اعضاء پر اس لیے فوقیت حاصل ہے کیونکہ چہرہ ہی عورت کی طرف میلان پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ستر میں عورت کا چہرہ، ہاتھ کے علاوہ پورا بدن محرم کے سامنے چھپانا ضروری ہے جبکہ پردہ میں چہرے کا پردہ اور حیا کے ساتھ زینت کو چھپانا شامل ہے۔ چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ عورت کا تمام جسم ستر ہے سورہ نور میں بھی ستر کے واضح احکام موجود ہیں :

"وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[1]

"اور آپ مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا کے یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا تابع رہنے والے مردوں کے لیے جو شہوت والے نہ ہوں یا ان بچوں کے لیے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں اور وہ اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں کہ ان کی وہ زینت جسے وہ چھپاتی ہیں معلوم ہو اور اے مؤمنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ"

ابو الکلام آزاد غضِ بصر کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں :

"نظر ہی ایک ایسی چیز ہے جو فتنوں کے دروازے کھولتی ہے اور زناکاری کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔ اس لیے قرآن حکیم

[1] النور: 24:31

نے بے حیائی کے انسداد کے لیے اس پر پابندنی لگائی ہے۔ غضِ بصر اور حفظ ستر کے علاوہ محارم کے علاوہ کسی کے سامنے زیبائش کو ظاہر نہ کیا جائے سوائے اس کے جو از خود ظاہر ہو جائے۔اسی طرح بحالت مجبوری میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔علماء نے الاماظھر منھا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کا اس لیے کھلا رکھنا جائز ہے کیونکہ یہ ستر میں داخل نہیں ہیں۔مندرجہ بالا آیت میں حجاب کا بیان نہیں ہے بلکہ ستر کا ہے۔حجاب عورتوں اور غیر محرم کے درمیان حائل کیا گیا ہے کیونکہ یہ ستر سے زائد ہے۔دونوں کے احکام الگ الگ ہیں۔"

ستر کی واضح دلیل حدیث نبوی ﷺ سے بھی ملتی ہے۔ایک دفعہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ باریک لباس میں ملبوس رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئیں تو آپ نے فوراًاپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا اور اسے تلقین فرمائی کہ اے اسماء!جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ جسم کا کوئی حصہ نظر آئے مگر یہ آپ نے منہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔"

صحابیاتؓ پردے کا اہتمام فرماتیں۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ" مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھنے کے لیے چادروں میں لپٹ کر آتی تھیں۔پھر نماز سے فارغ ہو کر جب اپنے گھروں کو واپس ہوتیں تو انہیں اندھیرے کی وجہ سے کوئی شخص پہچان نہیں سکتا تھا۔"اس حدیث سے ہمیں اندازہ ہوا ہے کہ نبوت کے زمانے میں جب کوئی مسلمان عورتیں گھر سے نکلتی تو اپنے سارے جسم کو بڑی سی چادر سے ڈھانپ لیتی تھیں۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا:" اللہ ان عورتوں پر رحم فرمائے جنھوں نے پہلی ہجرت کی تھی۔جب اللہ تعالیٰ نے آیت ولیضربن بخمرھن علی جیوبھناور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں(تاکہ سینہ اور گلا وغیرہ نہ نظر آئے)نازل کی تو اُنہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنالیے۔"یہاں پر بھی پردے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جسے ہی پردے کے بارے میں حکم نازل ہوا تو اسی وقت مسلمان عورتوں نے اس پر عمل کیا اور اپنے چہروں کو چھپالیا۔حتیٰ کہ حالت احرام میں بھی ازواج مطہرات چہرے کا پردہ فرماتیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "ہمارے سوار ہمارے قریب سے گزرتے تھے اور ہم عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حالت احرام میں ہوتی تھیں،جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو چہرہ کھول لیتی تھیں۔

اسلام نے عورت کو حجاب کا حکم دے کر عزت و تکریم کے اعلیٰ ترین مقام پر لا کر کھڑا کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو غض بصر کا حکم دیا ہے۔نا محرم مردوں کے سامنے عورتوں کو زیبائش کے اظہار سے سے منع کیا گیا ہے۔حجاب حکم الٰہی ہے۔عہد نبوی ﷺ میں صحابیات اور اُمہات المومنین پردے کا خاص اہتمام فرماتی تھیں۔پردہ عورت کو بُری نظر اور معاشرتی فتنوں سے محفوظ رکھتا ہے۔عورت کے وقار اور تقوی کی علامت ہے۔پردے سے شیطانی وسوسے دور ہوتے ہیں جس کی وجہ سے تہمت،بہتان اور بدگمانی سے حفاظت رہتی ہے۔ نیز معاشرتی پاکیزگی کا ضامن ہے۔

پردہ اور فقہاء کرام کا موقف

قرآن مجید کے ان احکام پر تمام علماء کا اتفاق ہے صرف ایک جزئیہ پر ان کے درمیان اختلاف ہے کہ مسلمان عورت کے لیے اپنا چہرہ اجنبی مردوں سے چھپانا ضروری ہے یا نہیں اس موضوع پر علماء کے درمیان معرکہ آرا بحثیں ہوتی رہی ہیں جو درج ذیل ہیں :

احناف کا مؤقف:فتنے کی غیر موجودگی میں متقدمین و متاخرین حنفیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ان کے نزدیک عورت کو چونکہ خرید و فروخت،شہادت اور بعض دوسرے ضروری معاملات کے لیے گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہے لہذا چہرہ ڈھانپنے میں ایک سخت مشقت ہے اس لیے یہ حضرات چہرے کو عورت کے ستر سے مستثنٰی قرار دیتے ہیں۔

ابن نجیم فرماتے ہیں: وَبَدَنُ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ إِلَّا وَجْهُهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدَمَيْهَا

آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے۔ المرغینانیؒ اور الکاسانیؒ کا بھی یہ ہی مؤقف ہے۔ امام ابو بکر الجصاصؒ(وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا)کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْوَجْهَ وَالْكَفَّيْنِ مِنْ الْمَرْأَةِ لَيْسَ بِعَوْرَةٍ

اور یہ آیت اس بات پر بھی دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ ستر میں داخل نہیں ہیں۔

متقدمین و متاخرین حنفیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے یعنی اگر لذت اور شہوت نہ ہو تو عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے لیکن اگر فتنے کا خوف ہو تو چہرے کا پردہ واجب ہے۔ گویا کہ حنفیہ شرعاً پردے کو واجب قرار نہیں دیتے بلکہ سد اللذریعۃ واجب قرار دیتے ہیں۔ معاصرین علمائے احناف میں بھی تقریباسب ہی موجودہ زمانے میں فتنے وفساد کے بڑھ جانے کی وجہ سے چہرے کے پردے کے وجوب کا فتوی دیتے ہیں۔

فقہ مالکی کا مؤقف: بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالکؒ کا بھی یہی موقف ہے لیکن مالکیہ فتنے کے سبب سے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتے ہیں۔ مشہور مالکی عالم امام زرقانی فرماتے ہیں:

لِأَنَّهُ يَجُوزُ لِلْمَرْأَةِ الْمُحْرِمَةِ سَتْرُ وَجْهِهَا بِقَصْدِ السَّتْرِ عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ، بَلْ يَجِبُ إِنْ عَلِمَتْ أَوْ ظَنَّتِ الْفِتْنَةَ بِهَا أَوْ يُنْظَرُ لَهَا بِقَصْدِ لَذَّةٍ

حالت احرام میں عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا جائز ہے تا کہ وہ اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے بچا سکے اور اگر اسے فتنے کا علم یا گمان ہو یا شہوت کی وجہ سے اس کی طرف دیکھے جانے کا گمان ہو تو اس پر چہرے کا پردہ واجب ہو جاتا ہے۔

بعض مالکیہ عورت کے چہرے کو بھی اس کے ستر میں داخل کرتے ہیں اور اس کو ڈھانپنا واجب قرار دیتے ہیں۔ امام قرطبی فَاسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے ازواج مطہرات کو حجاب کے پیچھے سے کسی ضرورت یا مسئلے کے تحت سوال کرنے کی اجازت دی۔ اور یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کو معنوی طور پر شامل ہے کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ عورت تمام کی تمام ستر ہے یہاں تک کہ اس کا سارا جسم اور آواز بھی ستر میں داخل ہے۔ عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو بغیر کسی ضرورت کے کھولنا جائز نہیں ہے۔ ضرورت سے مراد عورت کے خلاف گواہی ہے یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہے۔" امام ابن العربیؒ کا بھی یہ ہی مؤقف ہے۔ متقدمین و متاخرین مالکیہ کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے سوائے قاضی عیاض کے جو چہرے کے پردے کو واجب قرار نہیں دیتے۔ بعض مالکیہ کا کہنا یہ ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے فتنے کی وجہ سے عورت کو چہرے کے چھپانے کا حکم دیا جائے گا جبکہ بعض مالکیہ کا کہنا یہ ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے اور ستر ہونے کی وجہ سے عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا لازم ہے۔

فقہ شافعی کا مؤقف: بعض شوافع عورت کے چہرے کو ستر میں شمار نہیں کرتے لیکن فتنے کی وجہ سے چہرے کے پردے کو لازم قرار دیتے ہیں۔ ابن حجر الھیتمی میت عورت کے کفن کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فَيَجِبُ مَا سَتَرَ مِنْ الْأُنْثَى وَلَوْ رَقِيقَةً مَا عَدَا الْوَجْهَ وَالْكَفَّيْنِ وَوُجُوبُ سَتْرِهِمَا فِي الْحَيَاةِ لَيْسَ لِكَوْنِهِمَا عَوْرَةً بَلْ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ غَالِبًا (عورت کے لیے اتنا کپڑا ضروری ہے جو اس کے جسم کو ڈھانپ دے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے چاہے وہ عورت لونڈی ہی کیوں نہ ہو اور زندگی میں چہرے اور دونوں ہاتھوں کا ڈھانپنا اس لیے واجب نہیں کہ یہ ستر ہے بلکہ یہ اس لیے واجب ہے کہ اکثر اوقات اس سے فتنے کا ڈر رہتا ہے۔) جمہور شوافع کے نزدیک عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے لہذا

عورت کے لیے اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپانا واجب ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں کئی جگہ چہرے کے پردے کا اثبات کیا ہے اور چہرے کو عورت کے ستر میں شمار کیا ہے۔ ابن حجر بخاری کی ایک روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عورتوں کے لیے اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔ چہرے کے پردے کے بارے میں شافعیہ کا مسلک تقریباً وہی ہے جو مالکیہ کا ہے۔ بعض شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے امام شافعی سے بھی یہی قول مروی ہے لیکن وہ فتنے کی وجہ سے عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا لازم قرار دیتے ہیں۔ البتہ جمہور شافعیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے اور چہرے کے چھپانے کا فتنے کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ عورت ہر حال میں اپنا چہرہ اجنبی مردوں سے چھپا کر رکھے گی۔

فقہ حنبلی کا مؤقف: متقدمین و متاخرین حنابلہ کے نزدیک عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے۔ امام احمدؒ سے اگرچہ اس بارے دو اقوال مروی ہیں ایک یہ کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے اور دوسرا یہ کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے۔ البتہ فقہ حنبلی سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر ائمہ نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے اور اس کو امام احمد کی طرف منسوب کیا ہے۔ دوسرے قول کے بارے میں ان کا کہنا یہ ہے کہ امام احمد کا یہ قول عورت کے اس ستر کے بارے ہے جو وہ نماز میں اختیار کرے گی۔ علامہ ابن جوزیؒ آیت مبارکہ " وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا "کی تفسیر میں لکھتے ہیں: امام احمد نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ زینت ظاہرہ سے مراد کپڑے ہیں اور عورت کا سارا جسم ستر ہے یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی ستر میں داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بغیر عذر کے دیکھنا حرام ہے۔ اگر یہ عذر کے ساتھ ہو مثلاً شادی یا گواہی کی غرض سے دیکھنا تو ایسی صورت میں صرف عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ لیکن بغیر عذر کے عورت کے چہرے کو شہوت یا بغیر شہوت کے دیکھنا جائز نہیں ہے اور اس مسئلے میں چہرہ دونوں ہاتھ اور جسم کے باقی اعضاء سب کا ایک ہی حکم ہے۔ صالح بن فوزان لکھتے ہیں: " حدیث - عورت کا سارا جسم ستر ہے کو بطور دلالت بیان کرتے ہیں اجنبی مردوں کے سامنے عورت کا سارا جسم ستر ہے۔ نماز کی حالت ہو یا غیر نماز کی دونوں صورتوں میں عورت کے جسم کا کوئی حصہ مردوں کے سامنے ظاہر نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں اگر عورت کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہی ہو جہاں اجنبی مرد نہ ہوں تو وہ نماز میں اپنا چہرہ کھول سکتی ہے، کیونکہ نماز میں عورت کا چہرہ ستر میں شامل نہیں ہے۔"

پردے پر مغربی تہذیب کے اثرات

سید مودودیؒ لکھتے ہیں کہ اٹھارہویں صدی کا آخری اور انیسویں صدی کے ابتدائی زمانہ میں مغربی قوموں نے اسلامی ممالک پر قبضہ کیا۔ انیسویں صدی کے نصف آخر تک پہنچتے پہنچتے بہت سی مسلمان قومیں یورپ کی غلام ہو چکی تھیں اور جن ملکوں نے مغرب کی غلامی نہ کی وہ بھی مغلوب و مرعوب ضرور ہو گئی تھیں۔ سید مودودیؒ اس کو بحرانی کیفیت کا زمانہ قرار دیتے ہیں جس میں مغربی لباس، آداب و اطوار حتی کہ چال ڈھال اور بول چال تک میں مغربی طریقوں کی نقل اُتاری گئی۔ معاشروں میں الحاد، دہریت اور مادہ پرستی کو فیشن کے طور پر بغیر سمجھے بوجھے قبول کیا گیا۔ اس دور میں پردے پر بحث کی گئی۔ پردے کو جاہلانہ رسم قرار دیا گیا جسے تنگ نظر اور تاریک خیال مسلمانوں نے قرون اولیٰ کے بہت بعد اختیار کیا ہے۔ قرآن و حدیث میں پردے کے احکام نہیں دیے گئے۔ اسلام میں کوئی ایسا اصول نہیں جس نے عورت کی آزادی پر کوئی قید لگائی ہو۔ مزید لکھتے ہیں کہ انیسویں صدی کے آخری زمانے میں آزادی نسواں کی تحریک مسلمانوں میں پیدا ہوئی۔ مغرب کی کوشش رہی کہ اس کو عقلی تحریک کے طور پر پیش کریں۔ اس کا مقصد مسلمان عورت کو یورپ کی عورتوں کے طرز پر چلانا تھا۔

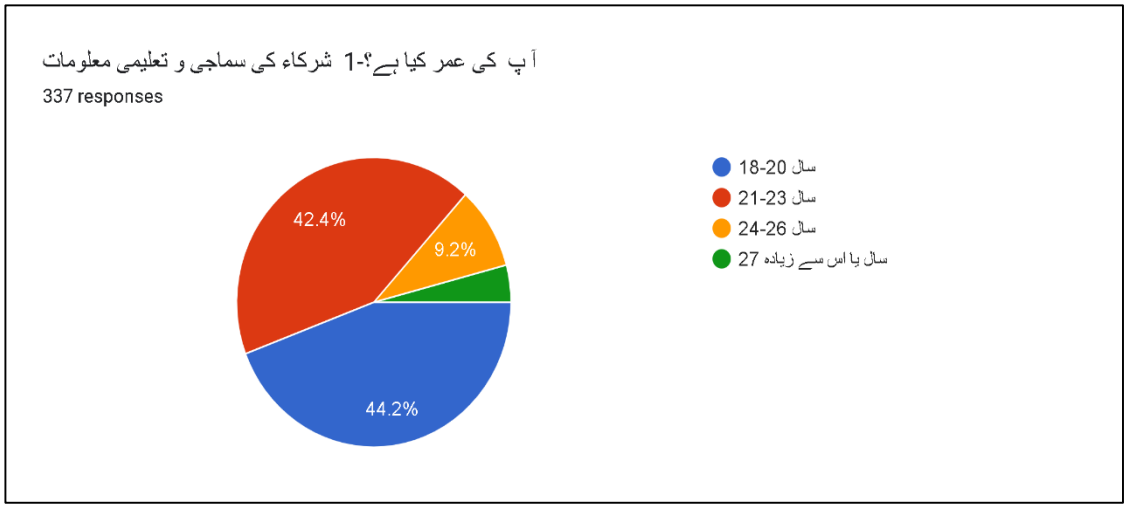
اسلامی معاشرے پر مغربی تہذیب کے متعدد اثرات ہیں۔ ان میں قابل ذکر تحریک نسواں ہے جس نے عورت کے پردے کے تصور کو متاثر کیا۔ پردے کو عورت کی ترقی میں بڑی رکاوٹ سمجھا گیا۔ بہت سی خواتین کو ملازمت کے حصول کے لیے پردے کو چھوڑنا پڑا۔ مغرب کی

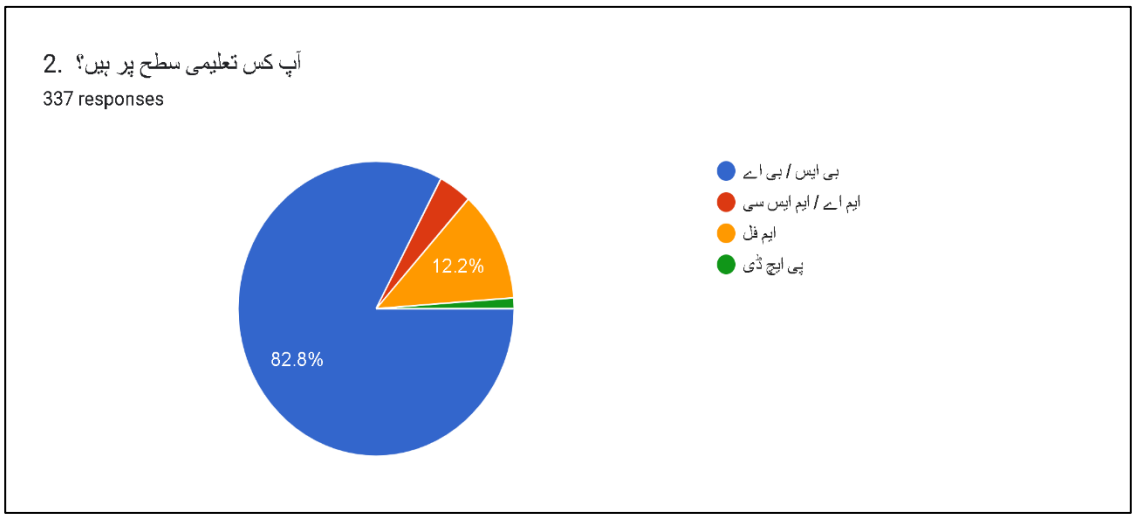
پیروی میں نمائش حسن کا رجحان پیدا ہوا جس سے خواتین میں حیا کی کمی آئی۔ نتیجتاً بے پردگی میں اضافہ ہوا۔ اس کے برعکس اسلام بے حیائی سے روکتا ہے۔ احادیث نبوی ﷺ میں بے حیاء عورت کے لیے واضح وعید آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اہل جہنم کے دو طبقوں کا ذکر فرمایا۔

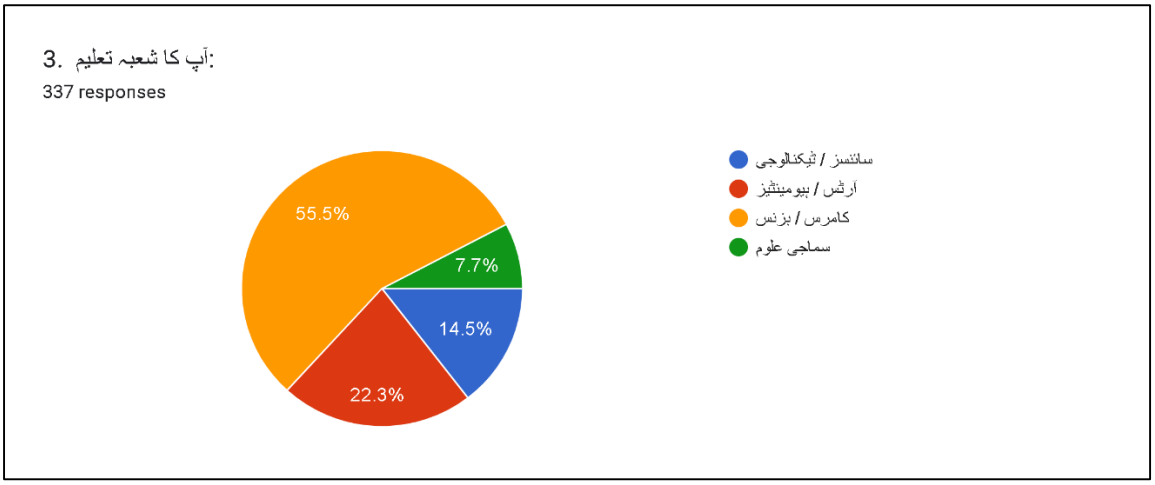
"ایک طبقہ میں ان عورتوں کا ذکر بیان کیا جو بظاہر کپڑے پہنے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی۔ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی جانب میلان رکھنے والی ہوں گی۔ ان کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پا سکیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی دور سے آرہی ہو گی۔"

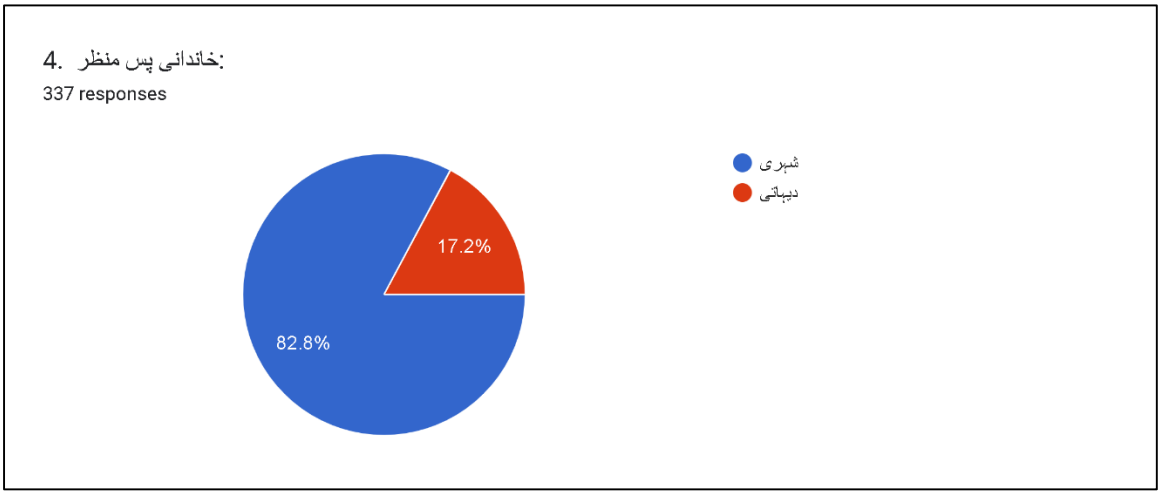
سروے تحقیق اور نتائج کا تجزیہ

جامعہ پنجاب کی طالبات میں پردے کے رجحانات جانچنے کے لیے ایک سوالنامہ تیار کیا گیا۔ یہ سوالنامہ Google Forms کے ذریعے آن لائن تقسیم کیا گیا جس میں مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والی 337 طالبات نے حصہ لیا۔ سوالنامے میں پردے کے عمومی تصورات، عملی رجحانات اور سماجی اثرات کے بارے میں سوالات شامل کیے جس سے طالبات کے پردے کے حوالے سے رجحانات کا جائزہ لیا گیا۔ سروے کے نتائج کو درج ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

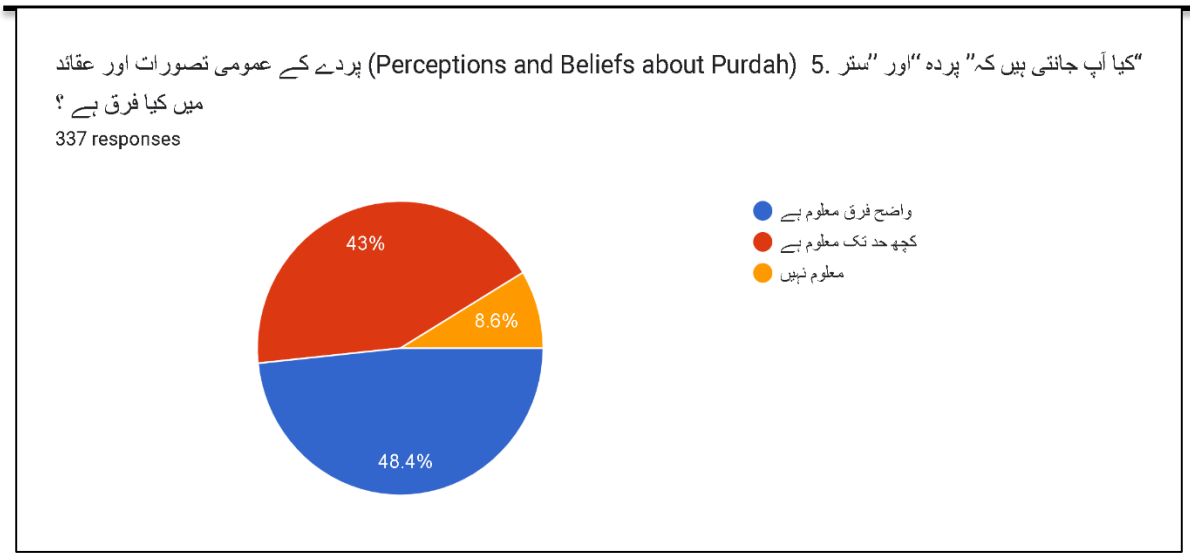




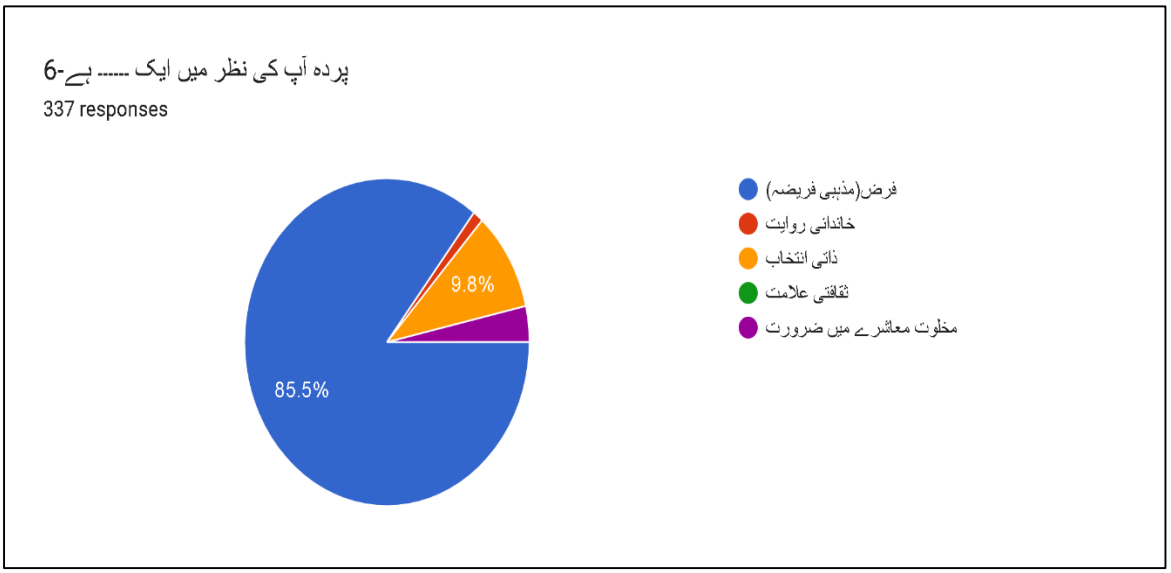




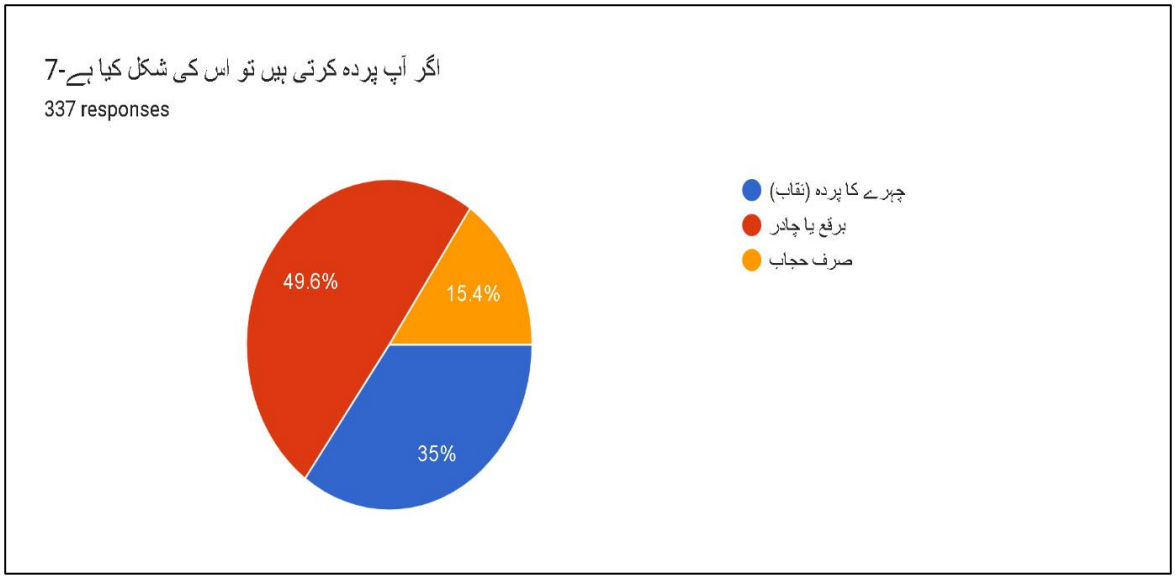
اس سروے میں کل 337 طالبات نے حصہ لیا جن کی عمر 18 سے 27 سال پر مشتمل ہے ان میں زیادہ تعداد 18 سے 20 سال کی طالبات کی ہے جو کہ .244 فیصد ہے اور اسی طرح بی ایس کی طالبات کی تعداد 82.8 فیصد ہے۔ شعبہ تعلیم کے لحاظ سے کامرس اور بزنس کی طالبات کی تعداد 55.5 فیصد، سماجی علوم کی طالبات 7.7 فیصد اور آرٹس اور ہیومینٹیز کی 22.3 فیصد ہے۔ اس سروے میں شہری طالبات 82.8 فیصد اور دیہاتی طالبات 17.2 فیصد ہیں۔



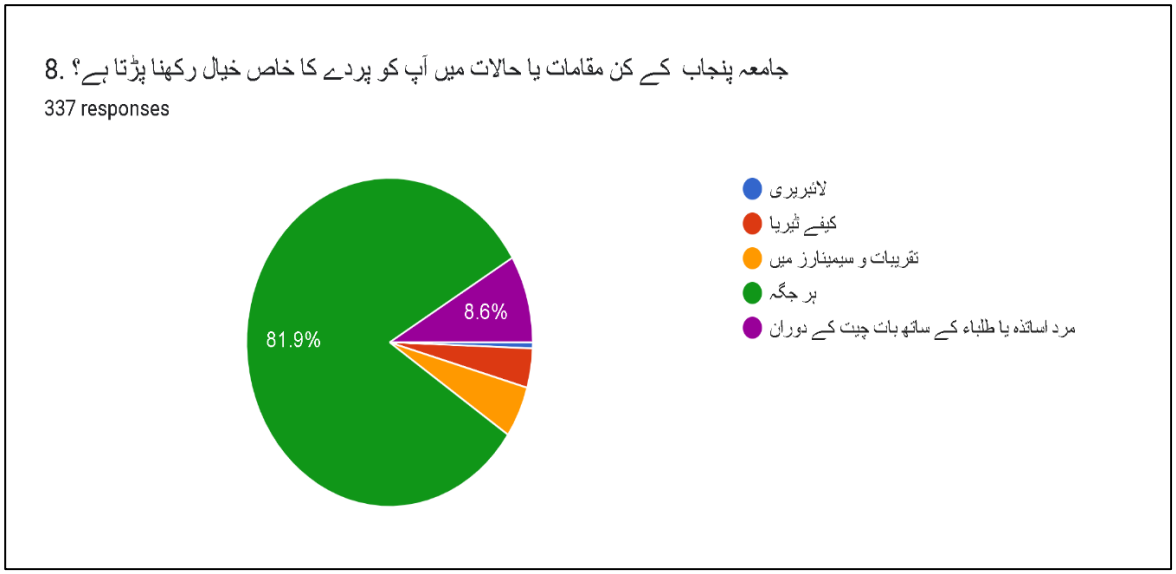
طالبات سے جب پردہ اور ستر میں فرق کے حوالے سے سوال کیا گیا تو 48.4 فیصد کو واضح فرق معلوم ہے جبکہ 43 فیصد کو کچھ حد تک معلوم ہے اور اس کے برعکس 8.6 فصد طالبات نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس سے یہ واضح ہے کہ کی زیادہ تر طالبات پردہ اور ستر کے فرق کے بارے میں جانتی ہیں۔



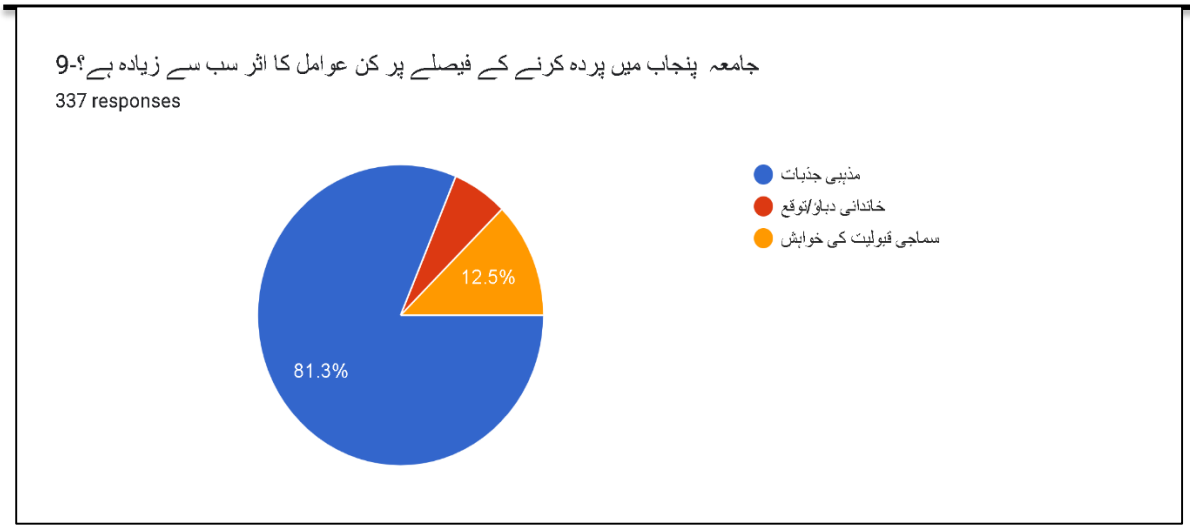
پنجاب یونیورسٹی کی اکثریت طالبات کی نظر میں پردہ ایک مذہبی فریضہ ہے ان کی تعداد 85.5 فیصد ہے جبکہ باقی کی 9.8 فیصد اس کو ذاتی انتخاب قرار دیتی ہیں باقی 3.6 فیصد طالبات اس کو مخلوط معاشرے کی ضرورت قرار دیتی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کی طالبات پردے کو مذہبی فریضہ سمجھ کر کرتی ہیں نا کہ کسی خاندانی روایت یا ثقافتی علامت کی وجہ سے کرتی ہیں۔



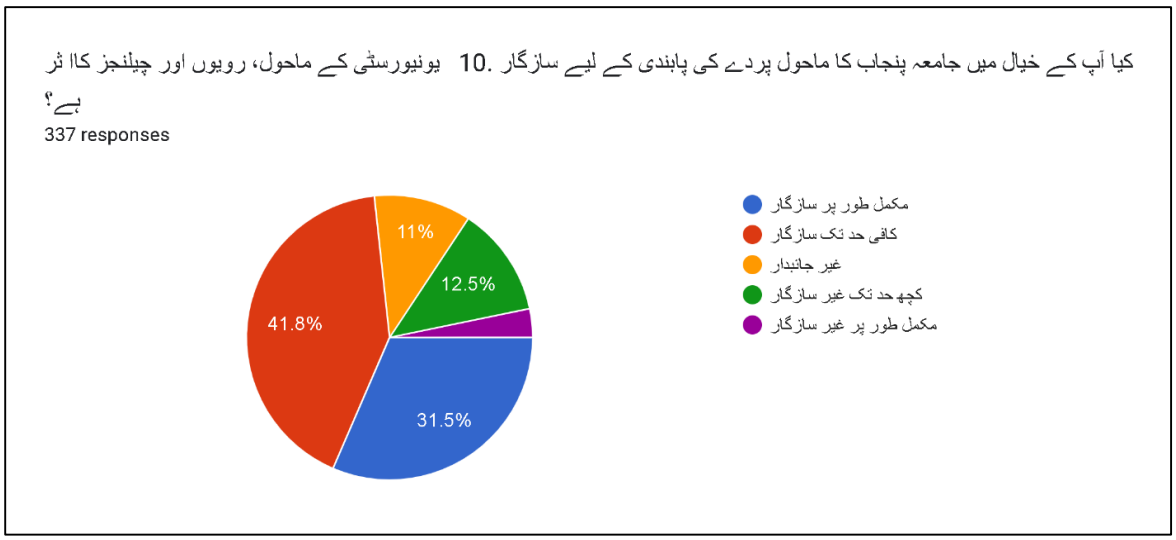
چہرے کا پردہ کرنے والی طالبات کی تعداد 35 فیصد ہے اور جو چادر اور برقع لیتی ہیں لیکن اپنے چہرے کا پردہ نہیں کرتی وہ 49.6 فیصد ہیں جبکہ باقی کی طالبات صرف حجاب لیتی ہیں یعنی برقع نہیں پہنتیں ۔ اس سروے سے معلوم ہوتا ہے کہ برقع یا چادر کے ساتھ پردہ کرنے والی طالبات زیادہ ہیں۔



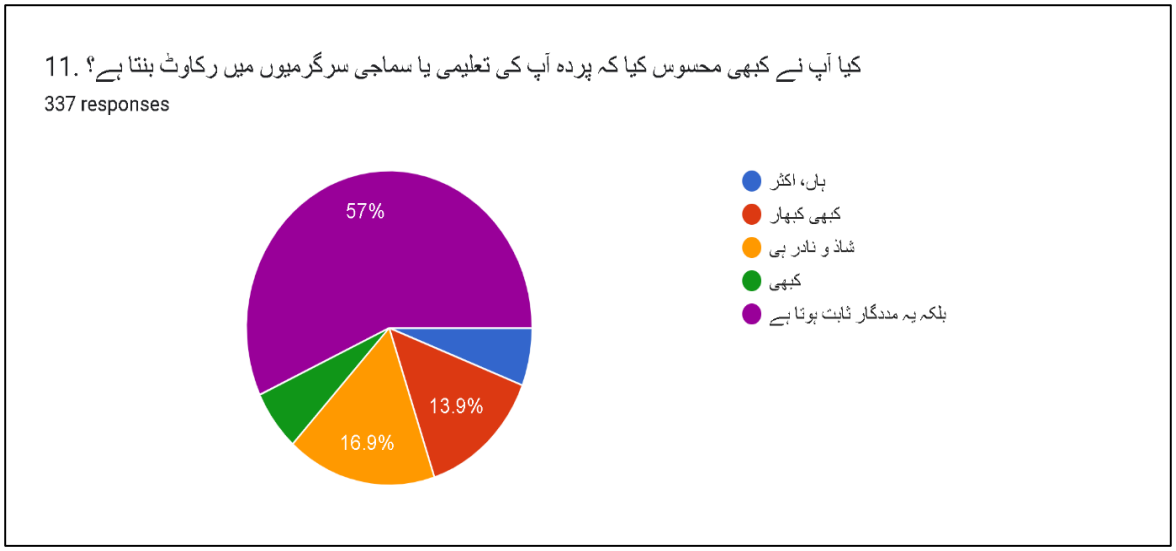
طالبات کو پردے کا خیال نہ صرف کلاس روم میں بلکہ ہر جگہ رکھنا پڑتا ہے اور ان طالبات کی تعداد 81.9 فیصد ہے یعنی پردہ مخصوص مقامات تک محدود نہیں ہے بلکہ مخلوط تعلیمی نظام میں ہر جگہ پردے کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔



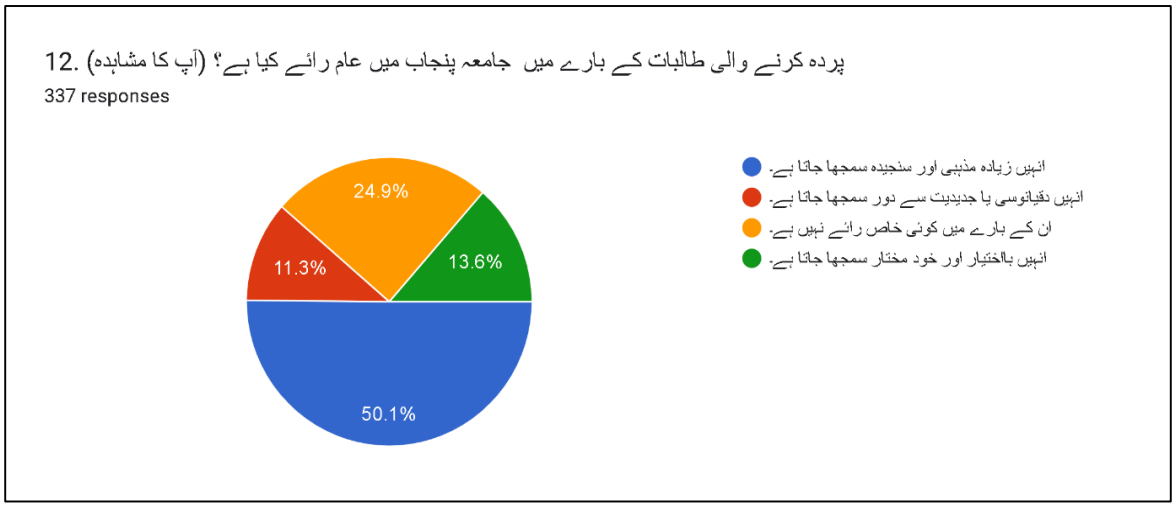
جامعہ پنجاب کی طالبات سے پردے کرنے پر اثر انداز ہونے والے عوامل کے بارے میں پوچھا گیا تو سب سے زیادہ مذہبی جذبات کی بنا پر پردہ اختیار کیا گیا جو کہ 81.3 فیصد ہے اور اس پر دیگر عوامل بہت کم ہیں جو کہ اثر انداز ہوتے ہیں۔



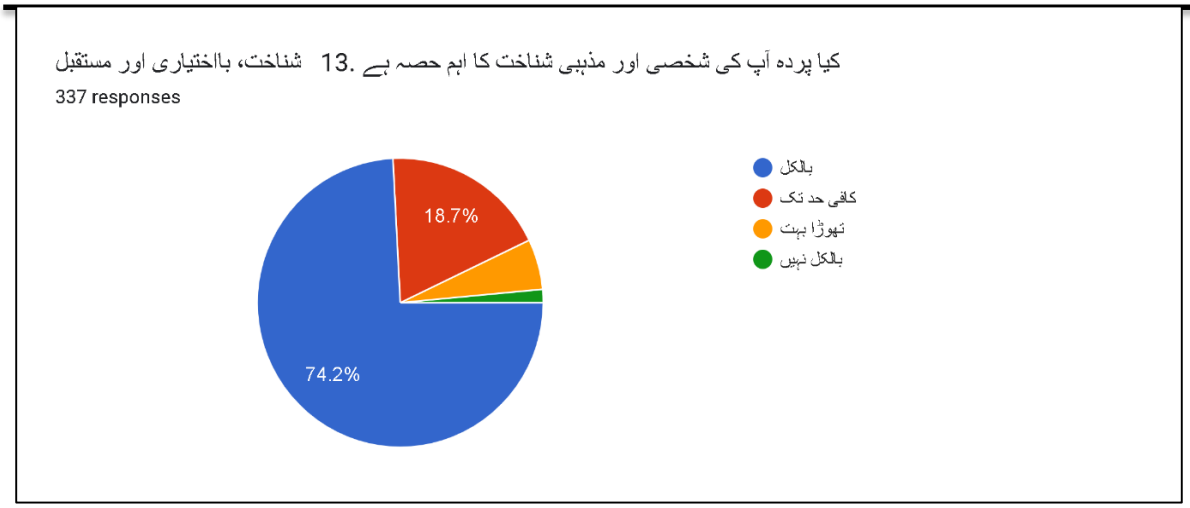
جامعہ پنجاب کا ماحول پردے کے لیے ساز گار ہے اس حوالے سے مکمل ساز گار ماننے والی طالبات کی تعداد 31.5 فیصد ہے جبکہ کافی حد تک ساز گار ماننے والی طالبات کی تعداد 41.8 فیصد ہے۔



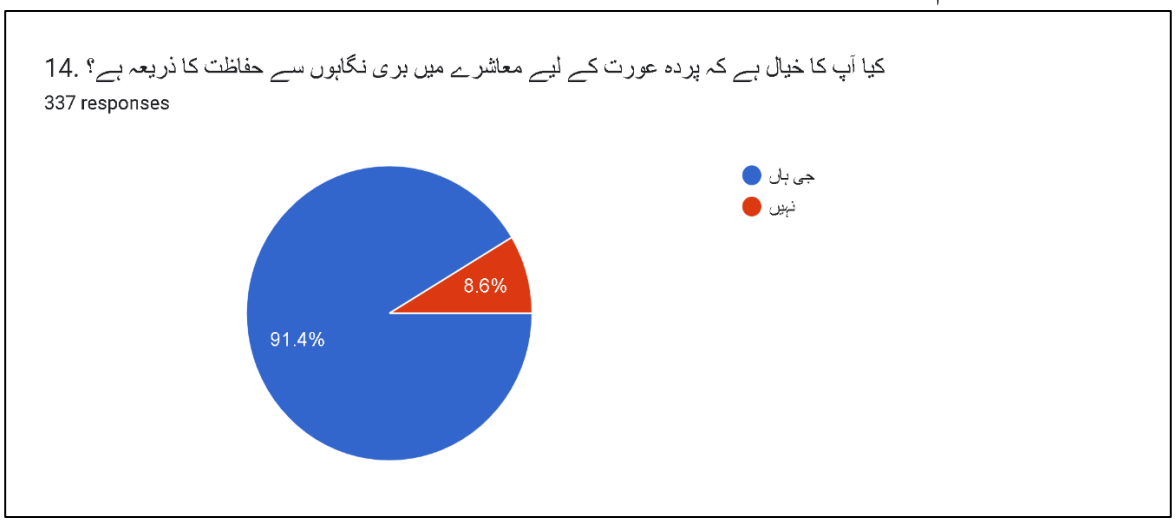
زیادہ تر طالبات نے پردے کو تعلیمی یا سماجی سرگرمی میں مددگار پایا ہے ان کی تعداد 57 فیصد ہے اور 16.9 فیصد نے کہا کہ شاذ و نادر رکاوٹ بنتا ہے اور کچھ نے کہا کہ کبھی کبھار ہی پردے سے رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پردہ زیادہ تر مددگار ثابت ہوتا ہے۔



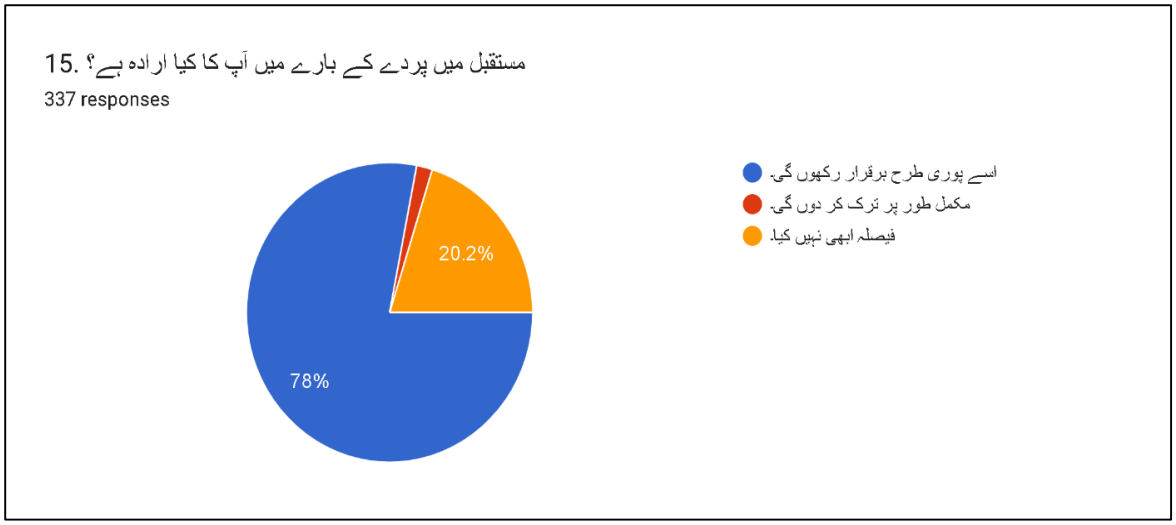
جامعہ پنجاب میں پردہ کرنے والی طالبات کے بارے میں رائے کے حوالے سے سوال کیا گیا تو 50.1 فیصد طالبات نے جواب دیا کہ ان طالبات کو زیادہ مذہبی اور سنجیدہ سمجھا جاتا ہے اور دوسری طرف ان طالبات کو دقیانوسی یا جدیت سے دور سمجھنے والی طالبات کی تعداد 11.3 فیصد ہے اور کچھ لوگوں کے نزدیک ان کے بارے میں کوئی خاص رائے نہیں ہے جبکہ بعض نے ایسی طالبات کو بااختیار اور خود مختار قرار دیا ہے ان کی تعداد صرف 13.6 فیصد ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ پردہ کرنے والی طالبات کے بارے میں ہر طرح کی رائے موجود ہے۔



زیادہ تر طالبات نے پردے کو شخصی اور مذہبی شناخت کا اہم حصہ بیان کیا۔ ان کی تعداد 74.2 فیصد ہے جبکہ 18.7 فیصد نے کافی حد تک اس کو شخصی اور مذہبی شناخت کا اہم حصہ قرار دیا۔



جب طالبات سے پوچھا گیا کہ کیا پردہ عورت کے لیے معاشرے میں بری نگاہوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے تو تقریباً 91.4 فیصد نے ہاں میں جواب دیا اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ تر اس بات سے متفق ہیں کہ پردہ ان کے لیے حفاظت کا ذریعہ ہے۔



مستقبل میں پردے کے بارے میں 78 فیصد طالبات کا ماننا ہے کہ وہ اس کو آگے بھی پوری طرح برقرار رکھیں گی جبکہ 20.2 فیصد طالبات نے ابھی اس کے بارے میں ارادہ نہیں کیا۔

تجاویز

1. مین کینٹین میں جہاں لڑکے اور لڑکیاں سب اکٹھے ہوتے ہیں وہاں لڑکیوں کے بیٹھنے کے لیے پارٹیشن کی جائے جہاں نقاب کرنے والی طالبات سکون سے بیٹھ کر اور اپنا نقاب ہٹا کر کھانا کھا سکیں۔
2. ڈیپارٹمنٹس کی چھوٹی کینٹینز پر جہاں صرف ایک ہی کاؤنٹر ہوتا ہے اور وہاں آرڈر دینے کے لیے لڑکوں کا رش لگا رہتا ہے وہاں لڑکیوں کے لیے ایک الگ "آرڈر لائن" یا علیحدہ ونڈو ہونی چاہیے تا کہ نقاب میں لڑکوں کے ہجوم کے اندر کھڑے ہو کر ٹوکن نہ لینا پڑے۔
3. یونیورسٹی کے ہر ڈیپارٹمنٹ کی لائبریری میں کچھ حصہ صرف لڑکیوں کے لیے مخصوص ہونا چاہیے کیونکہ جب ریسرچ یا پڑھائی کے لیے لڑکے اور لڑکیاں ایک ہی میز پر آمنے سامنے بیٹھتے ہیں تو نقاب میں گھنٹوں پڑھنا اور بار بار کتابیں دیکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔
4. یونیورسٹی کی بسوں میں اگرچہ لڑکیوں کی سیٹیں الگ ہیں لیکن چھٹی کے وقت جب بہت زیادہ رش ہوتا ہے تو لڑکے اور لڑکیاں بالکل ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور دھکم پیل ہوتی ہے اس لیے رش کے اوقات میں لڑکیوں کے لیے الگ سے دو تین اضافی بسیں چلائی جائیں تا کہ سفری اختلاط اور نقاب خراب ہونے کا مسئلہ نہ ہو۔
5. یونیورسٹی کے اندر بنے ہوئے پارکوں میں جہاں اسٹوڈنٹس گروپ اسٹڈی کرتے ہیں کچھ ایسی جگہیں ہونی چاہئیں جن کے گرد پودوں یا ہریالی کی ایسی باڑ لگی ہو جو کھلی جگہ میں بھی لڑکیوں کو ایک پر سکون ماحول فراہم کر سکے۔
6. یونیورسٹی میں حجاب اور پردے کے موضوع پر صرف روایتی تقریریں کرنے کے بجائے ایسی آسان ورکشاپس اور سیمینارز کروائے جائیں جہاں طالبات کو یہ سکھایا جائے کہ وہ مخلوط ماحول میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ حجاب کیسے کریں اور اگر کوئی ان کے پردے پر منفی رائے دے کرے تو اس کا سامنا کیسے کریں۔
7. کلاس رومز کے اندر سیٹوں کی ترتیب ایسی ہونی چاہیے کہ لڑکیوں کی قطار بالکل الگ ہوں۔

8. یونیورسٹی کے سپورٹس اور دیگر ہم نصابی سرگرمیوں (جیسے بک فیئر یا نمائشیں) کے دوران طالبات کے لیے کچھ دن یا مخصوص اوقات صرف خواتین کے لیے مخصوص ہونے چاہئیں تاکہ نقاب کرنے والی لڑکیاں بھی بغیر کسی جھجک کے ان سرگرمیوں میں کھل کر حصہ لے سکیں۔

9. ہر ادارے میں طالبات اور طلبہ کے لیے الگ الگ کامن رومز ہونے چاہیے۔

خلاصہ بحث

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کے احکامات کے ذریعے مسلمان عورتوں کے لیے پردے کو ایک لازمی شرعی فریضہ اور عفت و حیا کا حقیقی معیار قرار دیا ہے۔ اس کی وضاحت دیگر مفسرین اور فقہاء نے بھی کی ہے اور چہرے کے پردے کے حوالے سے تفصیلی فقہی اصول پیش کیے ہیں۔ شرعی پردہ دراصل مسلمان عورتوں کو ایک ایسا مضبوط حفاظتی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے جس کے دائرے میں رہ کر وہ معاشرے میں اپنی عفت، حیا اور اخلاقی اقدار کا مکمل تحفظ کرتی ہیں۔ چنانچہ اس تحقیقی مقالے کا بنیادی مقصد جامعہ پنجاب کی طالبات میں پردے کے معاصر رجحانات کا تجزیہ کرنا تھا۔ حاصل شدہ ڈیٹا کے نتائج سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یونیورسٹی کی جو طالبات پردہ اختیار کرتی ہیں وہ کسی جبر، خاندانی دباؤ یا روایتی مجبوری کے تحت نہیں بلکہ سراسر اپنے پختہ مذہبی شعور اور ذاتی خود مختاری سے اسے ایک مذہبی فریضہ سمجھ کر انجام دیتی ہیں۔ سروے کے اعداد و شمار کے مطابق طالبات کی ایک اکثریت چہرے کے پردے کو شرعاً و اخلاقاً ضروری تصور کرتی ہیں اور اسے متبادل طریقوں پر ترجیح دیتی ہے۔

طالبات پردے کو اپنی تعلیمی، تحقیقی اور سماجی سرگرمیوں میں رکاوٹ کے بجائے حقیقی "خود اختیاری" اور "تحفظ" مانتی ہیں اور اس طرزِ زندگی میں ذہنی و قلبی طور پر مکمل مطمئن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طالبات کی اکثریت نے مستقبل میں بھی اس شرعی حکم کو مستقل طور پر برقرار رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ یہ حقائق ان تمام غلط نظریات کو رد کرتے ہیں جن کے مطابق جدید اعلیٰ تعلیم یا یونیورسٹی کا مخلوط ماحول پردے کے رجحان میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ آخر میں طالبات کی آراء کی روشنی میں کچھ ایسی ٹھوس تجاویز بھی مرتب کی گئی ہیں جو مخلوط تعلیمی نظام کے اندر طالبات کو مزید سازگار، محفوظ اور باوقار تعلیمی فضا فراہم کرنے کے لیے پالیسی سازوں اور یونیورسٹی انتظامیہ کے لیے بہترین اور معاون ثابت ہوں گی۔

@ 2025 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

[1]ابن منظور ، محمد بن مکرم ،علی بن احمد ،لسان العرب، دارصادر، بیروت ،ط۔ن ،1414ھ، 298/1
Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram ibn `Alī ibn Ahmad, Lisān al-Araʿb, Muassasat al-A'la lil-Matbu'at, Beirut, 1414 h, Vol: 1, p. 298

[1]الجرجانی، علی بن محمد ، کتاب التعریفات ، دار الکتب العلمیہ ، بیروت ،ط۔الاولی ،1403ھ، 1/82
Al-Jurjānī, ʿAlī bin Muḥammad ,Kitāb al-Taʿrīfāt, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut 1403h, Ed. 1st , Vol:1,p.82

[1]العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، ابو الفضل ، فتح الباری شرح صحیح البخاری ، دار المعرفة ، بیروت ،ط۔ن ،1379ھ ، 458/8
Al-ʿAsqalānī, Aḥmad bin ʿAlī bin Ḥajar, Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār al-Maʿrifah, Beirut, 1379h, Vol: 8, p. 458

[1] الاحزاب59:33

Al-Aḥzāb, 33:59

[1] الطبری ،محمد بن جریر ،جامع البیان فی تاویل القرآن ،موسسۃ الرسالۃ ،بیروت ،طـن ،1994ء،200/4

Al-Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, Jāmiʿ al-Bayān fīTaʾwīl al-Qurʾān, Muʾassasat al-Risālah, Beirut ,1994, Vol:4, p.200

[1] الرازی ، محمد بن عمر بن الحسن ، فخرالدین ، تفسیر مفاتیح الغیب ،دارالفکر ،بیروت ،طـاول ،1981ء،1/ 231

Al-Rāzī, Muḥammad bin ʿUmar bin al-Ḥasan, Fakhr al-Dīn, Tafsīr Mafātīḥ al-Ghayb, Dār al-Fikr, Beirut ,Ed. 1st, 1981,vol :1, p.231

[1]اصلاحی،امین احسن ،مولانا، تدبر قرآن ، فاران فاونڈیشن ، لاہور ، 2009 ء ،1/229-228

Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan,Tadabbur-e-Qurʾān, Fārān Foundation, Lahore, 2009, Vol:1, pp.228-229

[1] ایضاً

Ibid

[1]مودودی ، ابو الا علی ، سید ،تفہیم القرآن ،ادارہ ترجمان القرآن ،لاہور،129/4

Maudūdī, Abū al-Aʿlā, Sayyid, Tafhīm al-Qurʾān, Idārah Tarjumān al-Qurʾān, Lahore Vol:4, p.129

[1]ایضاً ، 131/4

Ibid,Vol:4,p.131

[1]محمد زبیر ،چہرے کا پردہ (واجب،مستحب یا بدعت)، مکتبہ رحمۃ للعالمین ، لاہور ، طـدوم ، 2010 ء ص 172

Muḥammad Zubaīr, Chehray kā Pardah (Wājib, Mustaḥabb yā Bidʿat), Maktabah Raḥmatun li-l-ʿĀlamīn, Lahore, 2010, p.172

[1]النور 31:24

Al-Nūr, 24:31

[1] ابو الکلام آزاد، ترجمان القرآن،اسلامی اکادمی ، لاہور، 90/3

Abū al-Kalām Āzād,Tarjumān al-Qurʾān, Islāmī Acādemī,Lahore,VOL:3,p.90

[1]ابو داؤد ، سیلمان بن اشعث ، السنن، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المراۃ من زینتھا، دارالسلام ، الریاض، 1999ء، حدیث نمبر 4104

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath, Al-Sūnan, Kitāb al-Libās, Bāb Fīmā Tubdī al-Marʾah min Zīnatihā, Dār-al-Salām, Riyad, 1999, Hadīth :4104

[1]البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبد اللہ ،الجامع الصحیح، کتاب مواقیت الصلاۃ ، باب وقت الفجر، دارابن کثیر ، بیروت ، ط۔ اولی ، حدیث نمبر 578

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl,al-Jāmiʿal-Ṣaḥīḥ,Kitāb Mawāqīt al-Ṣalāh,Bāb Waqt al-Fajr, , Dār Ibn Kathīr, Beirut, Ed. 1st, Hadith:578

[1] البخاری ، الجامع الصحیح،کتاب التفسیر،باب ولیضربن بخمرھن علی جیو بھن، حدیث نمبر : 4758

Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Tafsīr, Bāb Wa-l-yaḍribna bi-khumurihinna ʿalā juyūbihinna, Hadith:4758

[1]ابوداؤد، السنن، کتاب المناسک، باب فی المحرمۃ تغطی وجھھا، حدیث نمبر 1833

Abū Dāwūd, Al-Sūnan, Kitāb al-Manāsik, Bāb fī al-Muḥrimah tughaṭṭī wajhahā, Ḥadīth# 1833

[1] ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم بن محمد ، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ، دار الکتاب الاسلامی ،ایران ، طـدوم ، 284/1

Ibn Nūjīm, Zayn al-Dīn bin Ibrāhīm bin Muḥammad, al-Baḥr al-Rāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq, Dār al-Kitāb al-Islāmīī, Iran, Ed. 2nd , Vol:1, p.284

[1]المرغيناني، علي بن ابو بكر ، الهداية في شرح بداية المبتدي،دار احياء التراث العربي ، بيروت ، ص 145

Al-Marghīnānī, ʿAlī bin Abū Bakr, Al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Beirut, p.145

[1]علاء الدين، ابو بكر بن مسعود، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ، دار الكتب العلمية، طـسوئم ، 1406ھ،121/5

ʿAlāʾal-Dīn, Abū Bakr bin Masʿūd, Badāʾiʿal-Ṣanāʾiʿfī Tartīb al-Sharāʾi, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Ed. 3rd ,1406h,Vol: 5, p.121

[1]الجصاص، احمد بن علي، ابو بكر، احكام القرآن، دار إحياء التراث العربي ، بيروت ،1405 ھ،172/5

Al-Jaṣṣāṣ, Aḥmad bin ʿAlī, Abū Bakar, Aḥkām al-Qurʾān, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Beirut، 1405h, Vol:5, p.172

[1] محمد زبیر ،چہرے کا پردہ (واجب،مستحب یا بدعت)، ص 141

Muḥammad Zubayr, Chehray kā Pardah (Wājib, Mustaḥabb yā Bidʿat), p.141

[1]الزرقاني، محمد بن عبد الباقي، شرح الزرقاني على موطا امام مالك، مكتبه الثقافة الدينية ، القاهرة،طـاول،1422ھ،349/2

Al-Zarqānī, Muḥammad bin ʿAbd al-Bāqī, Sharḥ al-Zarqānī ʿalā Mūwaṭṭaʾ al-Imām Mālik, Maktabat al-Thaqāfah al-Dīniyyah,Al-Qāhirah, 1422h, Vol:2, p.349

[1]القرطبي، محمد بن احمد بن ابي بكر، ابو عبد الله، الجامع لاحكام القرآن، دار الكتب المصرية ، القاهرة، ط سوم، 1384ھ،227/14

Al-Qurṭubī, Muḥammad bin Aḥmad bin abī Bakar, al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān, Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, Al-Qāhirah , Ed. 3rd ,1384h, Vol:14, p.227

[1]ابن العربي ، محمد بن عبد الله، أحكام القرآن، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،طسوم ، 1424ھ ،616/3

Ibn al-ʿArabī, Muḥammad bin ʿAbd Allāh, Aḥkām al-Qurʾān, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, Ed. 3rd , 1424h, Vol:3, p.616

[1] ایضاً ، ص 145

Ibid, p.145

[1]الهيتمي، احمد بن محمد بن علي بن حجر، **تحفة المحتاج في شرح المنهاج**، المكتبة التجارية الكبرى ،مصر ،1357 ھ،115/3

Al-Haytamī, Aḥmad bin Muḥammad bin ʿAlī bin Ḥajar, Tuḥfat al-Muḥtāj fī Sharḥ al-Minhāj, al-Maktabah al-Tijāriyyah al-Kubrā, Misar,1357h, Vol:3, p.115

[1]العسقلاني، احمد بن علي بن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، دار المعرفة، بيروت،1379ھ، 152/9

Al-ʿAsqalānī, Aḥmad bin ʿAlī bin Ḥajar, Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār al-Maʿrifah, Beirut,1379h, Vol:9, p.152

[1]ایضاً ،ص 150

Ibid, p.150

[1] ایضاً ،ص 154

Ibid, p.154

[1]الجوزي، عبد الرحمن بن علي بن محمد ، زاد المسير في علم التفسير،دار الكتاب العربي ، بيروت،طاول،1422 ھ،290/3

Al-Jawzī, ʿAbd al-Raḥmān bin ʿAlī bin Muḥammad, Zād al-Masīr fī ʿIlm al-Tafsīr, Dār al-Kitāb al-ʿArabī, Beirut, Ed. 1st, 1422h, Vol:3, p.290

[1] صالح بن فوزان، **الملخص** الفقهي، دار **العاصمة**، الرياض، طاول،1423ھ،110/1

Ṣāliḥ bin Fawzān, al-Mulakhkhaṣ al-Fiqhī, Dār al-ʿĀṣimah, Riyadh, Ed. 1st, 1423h, Vol:1, p.110

[1]مودودی ،ابوالاعلی ،سید ،پردہ ، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ط ن ،2003ء،ص: 36-35

Maudūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā, Purdah, Islamic Publications, Lahore, 2003, pp.35-36

[1]مودودی ، پردہ ،ص: 36-35

Ibid, p.35-36

[1]ایضاً ،ص 39

Ibid, p.39

[1]مسلم، الجامع الصحيح، كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، دارالسلام ، الرياض ، 2000 ء ، حديث نمبر: 7194

Muslim,al-Jāmiʿal-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Jannah wa-Ṣifat Naʿīmihā, Dār-al-Salām, Riyadh, 2000, Ḥadīth:7194